موجودہ بے چینی کے چند شاخسانے

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

موجودہ بے چینی کے چند شاخسانے

جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک اہم امر کے ساتھ چند ضمنی امور پیدا ہو جایا کرتے ہیں جو بعض وقت اصل معاملہ سے بھی زیادہ لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں' اسی طرح موجودہ بے چینی میں بھی ہوا ہے۔ راجپال کی کتاب کے متعلق مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ گورنمنٹ اس کے علاج کی فکر میں تھی کہ کنور دلیپ سنگھ صاحب کا فیصلہ ہوا۔ ملک کی بدقسمتی سے وہ فیصلہ گورنمنٹ اور مسلمانوں کے خیالات کے خلاف ہوا۔ اس پر طبعًا مسلمانوں کے بے چینی اور بڑھی۔ اتنے میں ورتمان میں ایک مضمون شائع ہوا جو مسلمانوں کے نزدیک پہلے سب مضامین سے بڑھ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود اس کے کہ گورنمنٹ اپنی طرف سے مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے ہر ایک ممکن کوشش کر رہی تھی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر آج سَرہیلی کی جگہ کوئی مسلمان گورنر ہوتا تو وہ بھی ہتک رسول کریم ﷺ کے مضامین کے معاملہ میں سَرہیلی سے زیادہ کچھ نہ کرتا اور کچھ نہ کر سکتا۔ مگر بعض طبائع جوش کے انتہائی اثرات کے ماتحت اس خدمت کا اندازہ نہ کر سکیں اور شورش اور بڑھ گئی۔

اس شورش کے متعلق اب دو اور شاخسانے پیدا ہو گئے ہیں۔ پنجاب کونسل میں لاہور کے پچھلے جلسوں کے ذکر کے دوران میں سرجیفرے مانٹ مورنسی وزیر مالیہ نے بیان کیا کہ جس وقت ایک جلسہ کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا اور ڈپٹی کمشنر صاحب اس جلسہ میں پہنچ گئے تو چوہدری افضل حق صاحب جو اس جلسہ کے پریذیڈنٹ تھے اور اس وقت نہایت سخت تقریر کر رہے تھے انہوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیکھتے ہی اپنی تقریر کا لہجہ بدل لیا اور نرم الفاظ استعمال کرنے لگے۔ دوسری بات سرجیفرے مانٹ مورنسی نے یہ بیان فرمائی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے

مسلمانوں کی خاطر اس وقت جب کہ مسلمان بالکل مُردہ کی طرح ہو گئے تھے' معاہدہ لوزین میں بہت کچھ قربانیاں کر کے ان کی مدد کی۔ پس اس وقت جب کہ خطرہ معمولی ہے مسلمانوں کو گورنمنٹ پر اعتبار کرنا چاہئے۔

سر جیفرے مانٹ مورنسی کی تقریر کے ان دونوں حصوں پر ایک حصہ رعایا میں اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ پہلے مظاہرات سے کم نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس قضیہ نامرضیہ میں دونوں فریق کی غلطی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ سر جیفرے مانٹ مورنسی نے جن الفاظ میں چوہدری افضل حق صاحب کا ذکر کیا ہے' وہ الفاظ نامناسب تھے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کے الفاظ پر جن الفاظ میں گرفت کی گئی ہے' وہ بھی نامناسب ہیں۔ ہمیں اپنی تحریر و تقریر میں اخلاق کے قوانین کو کسی صورت میں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اخلاق کے قوانین حکومت اور رعایا دونوں پر یکساں طور پر حاوی ہیں۔ گورنمنٹ اپنی تمام شان کے باوجود ان قوانین سے بالا نہیں۔ اور رعایا اپنی تمام بے بسی کے باوجود ان قوانین سے بری نہیں۔ سر جیفرے مانٹ مورنسی کا عہدہ گورنر کے بعد ممتاز ترین عہدوں میں سے ہے اور غالباً وہ کچھ عرصہ کے بعد گورنری کے عہدہ پر مقرر ہونے والے ہیں۔ پس انہیں اپنی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی طنز آمیز گفتگو میں حصہ نہیں لینا چاہئے تھا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ دلوں میں بل پڑے ہوئے بہت مشکل سے نکلتے ہیں۔ چوہدری افضل حق صاحب کے متعلق اگر انہیں کوئی ایسی رپورٹ آئی بھی تھی جو ان کے اخلاق پر اعتراض کا موجب ہوتی تھی تو انہیں بر سر اجلاس ان پر اس طرح حرف گیری مناسب نہ تھی۔ کیونکہ اس قسم کی باتوں کے نتیجہ میں اصلاح نہیں بلکہ فساد پیدا ہوتا ہے۔ مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں' انہیں اصل معاملہ میں غلطی لگی ہے اور اس کے متعلق میں دوسرے مضمون میں روشنی ڈالوں گا۔ میرے نزدیک جن الفاظ میں انہوں نے معاہدہ لوزین کا ذکر کیا ہے' وہ بھی ایک مدبر کی شان کے خلاف ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی حالت کو ایسا ذلیل کر کے دکھایا ہے اور پھر ان کی نجات کو اس طرح کلی طور پر گورنمنٹ برطانیہ کے احسان پر مبنی قرار دیا ہے کہ ایک مسلمان اس کو پڑھ کر ذلت محسوس کرتا ہے اور بجائے شکریہ کے افسردگی اور اپنی انتہائی بے بسی کا احساس اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے مگر میں اس مضمون میں بھی ان سے اختلاف رکھتا ہوں۔ اور بعد میں اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کروں گا۔

سر جیفرے کو مخلصانہ مشورہ دینے کے بعد میں ان صاحبان کو بھی جنہوں نے سر جیفرے کی تقریر کے مذکورہ بالا حصہ پر سختی سے اعتراض کئے ہیں کہتا ہوں کہ کیا سخت زبانی سے دنیا میں کبھی بھی نفع ہوا ہے۔ الفاظ کی سختی سے مقصد کی بلندی کبھی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ الفاظ کی سختی سے ہمدردوں کی ہمدردی میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں اسلام نرمی کا حکم دیتا ہے اور ہمیں اپنے جوشوں کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے اور ہر ایک بات کو دلیل سے ثابت کرنا چاہئے کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ اس وقت تک کسی ایک شخص نے بھی گورنمنٹ کے اس اعتراض کو جو اس نے چوہدری افضل حق صاحب کے لہجہ کے متعلق کیا ہے' صحیح طور پر دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اصل جواب یہ تھا کہ وہ تقریر لکھ دی جاتی جو چوہدری افضل حق صاحب کر رہے تھے اور بتایا جاتا کہ اس تقریر کے فلاں حصہ کے موقع پر ڈپٹی کمشنر صاحب آئے تھے۔ اس طریق سے ہر ایک شخص آسانی سے سمجھ جاتا کہ گورنمنٹ کا نکالا ہوا نتیجہ غلط ہے یا درست۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا اور پھر جب کہ ایسا نہیں کیا گیا تو ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سر جیفرے مانٹ مورنسی مجبور تھے کہ اس رپورٹ پر اعتبار کرتے جو ان کو بھیجی گئی تھی۔ اور گو ہم ان کے رویہ کو غلط کہیں مگر ہم ان کی طرف غلط بیانی کا گندہ الزام لگانے کا ہرگز حق نہیں رکھتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سر جیفرے جو کچھ کہہ رہے تھے اپنے نزدیک صحیح سمجھ کر کہہ رہے تھے' ان کے الفاظ پر مجھے اعتراض ہے۔ ان کے اس واقعہ کی طرف کونسل میں اشارہ کرنے پر بھی مجھے اعتراض ہے۔ مگر یہ بات ہرگز ثابت نہیں بلکہ اس کا امکان بھی ثابت نہیں کہ وہ یہ بات اپنے پاس سے بنا کر کہہ رہے تھے۔ وہ ان رپورٹوں کے مطابق جو انہیں پہنچیں' تقریر کر رہے تھے۔ اور باوجود اس کے کہ ہم ان رپورٹوں کو غلط کہیں ہمارا حق نہیں کہ ہم ان کی طرف جھوٹ یا بدنیتی کو منسوب کریں۔ اس طرح ہر ایک بات پر نیت اور راستبازی پر حملہ کر دینے سے ملک میں ہرگز امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور یہ طریق خود ہمیں بدنام اور ذلیل کر دیتا ہے۔ اور ہماری کم حوصلگی کو ظاہر کرتا ہے۔

اے بھائیو! ادب اور احترام کسی کے لئے ذلّت کا موجب نہیں ہوتا بلکہ ہماری عزت نفس پر دلالت کرتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ دوسروں کے ادب اور احترام کا خیال رکھنا چاہئے۔

علاوہ ازیں ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ سر جیفرے آج پہلی دفعہ ہندوستان نہیں آئے انہوں نے اپنی عمر اس جگہ گزاری ہے۔ اور سب لوگ ان کے اخلاق اور ان کے رویہ سے

واقف ہیں۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کے ملنے والے ان کے اخلاق کی تعریف اور ان کی خیر خواہی کی مدح کرتے ہیں۔ پس صرف ایک ایسی بات کی وجہ سے جس میں ہم ان سے اختلاف رکھتے ہوں' ان پر حملہ آور ہونا آئین اخلاق کے خلاف ہے۔ دنیا آگے ہی مسلمانوں کو وحشی قرار دیتی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اخلاق سے اس اعتراض کو دور کریں اور اپنی زبانوں اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیں کہ اسلام کی تعلیم نے ہمارے اخلاق میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے کہ اس کی نظیر دنیا کی اور قوموں میں نہیں ملتی۔

(الفضل ۲۔ اگست ۱۹۲۷ء)